# علمی اسفار: اسلامی تعلیمات، مسلم روایت اور عصرِ حاضر میں ان کی ضرورت واہمیت

# (Study Tours: Islamic teachings, Muslim tradition and their need and Importance in Modern times)

**Fozia Naeem**

*Doctoral Candidate Islamic Studies, GC University Faisalabad*

**Dr. Sher Ali**

*Associate Professor of Islamic Studies, GC University Faisalabad*

## Abstract

It is not an exaggeration but fact that some decades ago skills and dexterities were attained through the usual study tours and it is pertinent to mention that the study tourists do not return until they get proficiency on their courses of study along with learning it by heart. Unfortunately, this element has become rare in today's world. This article highlights the importance of study tours in the light of Quran, *Ḥadīth,* practices of the companions, Sufis and other pious Muslims of the past and pronounces the importance of study tours in the present age. It concludes that it is the need of the hour to promote study tours and make attempts to achieve knowledge to the best possible extent in this way.

**Key Words:** Study tours, Islam, Muslim tradition, present age

## تمہید

آج انسان جو اتنا علم رکھتا ہے ساری دنیا کے چپے چپے کو چھان مارا ہے اس میں سیاحت کا بڑا ہاتھ ہے، اور وہ جو علم کے حصول میں سیر وسیاحت کرتے ہیں، وہ واقعی مسائل کی بہت سی چوٹیاں سر کر لیتے ہیں۔ سیاحت ایک طرح عبادت ہے ،مثلاً حج کے لیے سفر، جہاد کرنے کے لیے سفر، دین اسلام کی تبلیغ کے لیے دیگر ممالک کا سفر وغیرہ۔ اللہ کی خوشنودی کے لیے۔ اللہ کے دین کے پھیلانے کے لیے کوشش کرنا اس کی بہت سی اقسام ہیں جہاد بالقلم، جہاد بالسان، جہاد بالسیف

وغیرہ اللہ کے دین کی تبلیغ کے لیے سفر کرنا بھی ایک جہاد ہے۔ اس مضمون میں اسفارِ علمی کی اہمیت واضح کی گئی ہے کہ ان سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے علمی اسفار کا معنی و مفہوم اور ارتقائی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد علمی اسفار کے حوالے سے قرآنی آیات اور آحادیث کے حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں، اسکے بعد مختلف اسلامی ادوار اور شخصیات و طبقات کے اسفار سے متعلق ارشادات اور عملی مجالس پیش کی گئیں ہیں اور آخر میں عصرِ حاضر میں علمی اسفار کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نتیجۂ بحث مرتب کیا گیا ہے۔

## علمی اسفار کا معنی و مفہوم اور ارتقائی جائزہ

اسفار کا لفظ سفر سے ہے، جس کے معنی ہیں "سیاحت، روانگی، اور کوچ" کے ہیں1۔ امام غزالیؒ علمی اسفار سے متعلق فرماتے ہیں کہ علم واجب بھی ہے اور نفل بھی اس لیے واجب علم کے لیے سفر کرنا واجب اور نفل کے لیے سفر کرنا نفل ہوگا۔2 قرآن پاک میں علم و تحقیق کی جستجو کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يَأَيُّهَا الإِنسٰنُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلىٰ رَبِّكَ كَدحًا فَمُلٰقيهِ"3 "یعنی اے انسان تو اپنے رب کی طرف محنت کرنے والا ہے۔ پھر تو اسے ملے گا۔" حضرت زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں حضرت صفوان بن عسال المرادیؓ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا علم کی تلاش میں آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ما من خارج يخرج من بيت في طلب العلم، الا وضعت له الملائكة اجنحتها، رضا بما يصنع۔"4 "جو کوئی اپنے گھر سے طلب علم کی نیت سے نکلتا ہے، فرشتے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں۔" اسلامی قرونِ اولیٰ، وسطیٰ اور متاخرہ ہر زمانہ میں یہ رواج رہا ہے کہ علم کے شائقین کثیر تعداد میں علمی مراکز میں آس پاس سے جمع ہوتے تھے۔ دورِ خلافتِ راشدہ تک تو حجاز میں زیادہ رونق رہی۔ بعد ازاں عراق، خراسان شام، بلخ، بخارا وغیرہ بھی علمی مراکز بن گئے جہاں سے یہ علمی دولت مشارق الارض و مغاربہا میں پھیلی۔ اسلامی تاریخ نادر روزگار اور عظیم شخصیات کی سرگزشتوں سے مخمور و معمور ہے۔ ان اسفار، رحلات اور سیاحت میں کیسی کیسی ناقابلِ برداشت مشقتیں ان لوگوں کو اٹھانا پڑیں کہ ایک طرف تو ریگستانوں، کوہستانوں اور سنگریز علاقوں کا پیادہ پا سفر طے کرنا اور پھر افلاس و قلاشی اس پر مستزاد ایک ایک گھونٹ پانی کے لئے سفر میں تڑپنا، بھوک کی وجہ سے ہوش و حواس تک کھو بیٹھنا۔ ہر طرف افلاس کے آدم خور دیو کی منحوس صورت کا سامنے ہونا اور قوتِ لایموت کے حصول کی ادنی سے ادنی صورت کا بھی معدوم ہونا، کبھی جڑی بوٹیوں کے پتوں پر گزر اوقات کرنا اور کبھی کسی نانبائی کی دوکان پر صرف

---

1 وارث سرہندی، علمی اردو لغت (لاہور: علمی کتاب خانہ، س ن)، 912۔

2 مفتی انعام الحق، احکام مسافر مع آداب سفر (کراچی: ادارہ المعارف، 1437ھ)، 57۔

3 الانشقاق 84: 6۔

4 ابن حنبل، ، مسند احمد، 239/4؛ ابن ماجہ، السنن، باب فضل العلماء والحث ولی طلب العلم، 82/1، الرقم/226۔

بوئے طعام پر قانع ہونا اور اس پر طرہ یہ کہ حوصلوں کو پست کر دینے والی محنت اور مشقت کے مقابلے میں انواع واقسام کے ناز ونعم اور نفسانی خواہشات کا اپنی طرف کھینچنا اور ان سے مقابلہ کرکے ان کو تج کر صرف مقصدِ حصولِ علم کے لئے وقف ہو جانا بلاشبہ صبر آزما مراحل ہیں لیکن ان لوگوں نے محض سچی طلب کی خاطر ان صعوبات پر قابو پایا اور بالآخر منزلِ مراد کو پہنچے ان کے قدم کہیں نہیں ڈگمگائے بلکہ ہر مشکل اور ہر مصیبت نے ان کے سمیندِ عزم پر تازیانہ کا کام کیا اور ہمت ہارنے کے بجائے ان کے عزائم اور زیادہ مستحکم اور حوصلے اور زیادہ بلند ہوتے چلے گئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج بھی علمی اسفار کی انہی روایات کو زندہ کیا جائے جس پر ہمارے مشائخِ عزام کاربند رہے اور ہمارے صوفیاء کرام نے جن کی بدولت دینِ اسلام کی شمع برصغیر کے ہر کونے میں روشن کی۔ کیونکہ علمی اسفار کی بدولت نہ صرف علمِ دین پھیلتا ہے بلکہ اسلامی تہذیب وتمدن اور مذہبی روایات سے انسانی فکر کا زاویہ وسیع ہو جاتا ہے۔

## قرآن کی روشنی میں علمی اسفار

علم ایک ایسا زیور ہے جو سیکھے بغیر آ نہیں سکتا، اور سکھائے بغیر آگے منتقل نہیں ہو سکتا، اہل اسلام نے اس زیور سے قوم کو آراستہ کرنے کے لیے تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس کے لیے گراں قدر اسفار سے بھی گریز نہ کیا بلکہ دین فطرت میں سفر کرنے پر اجر کا مستحق قرار دیا گیا۔ حصول علم کے لیے سفر کرنے کی اصل بنیاد حضرت موسیٰؑ کے حضرت خضرؑ کی طرف سفر سے ملتی ہے۔ اللہ تعالی نے اس سفر کو سورۃ الکہف میں یوں بیان فرمایا ہے: وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِفَتَاهُ لَآاَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْاَمْضِیَ حُقُبًا-فَوَجَدَا عَبْدًامِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَاوَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّاعِلْمًا۔ 5 گذشتہ لوگوں کے آثار وانجام کے مطالعہ اور گوشہ ہائے عالم میں عظمت خدا کے مشاہدہ کے لیے اور اسی کا نام قرآن نے "سیر دانی الارض" رکھا ہے اور کئی ایک آیات میں اس کا حکم دیا ہے۔ مثلاً: قُلْ سِيْرُوْافِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ 6 "ان سے کہہ دیں کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔" اسی طرح سورہ نمل میں فرمایا: قُلْ سيرُوافِی الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كانَ عاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ۔ 7 "ان سے کہیں کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا۔" سورہ العنکبوت میں بھی یہی نصیحت کی گئی: قُلْ سيرُوافِی الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بدءَ الْخلقَ "8" کہو کہ زمین میں گھوم پھر کر دیکھو کہ خدا نے کیسے تخلیق کی۔

---

5 الکہف 18 :60-65۔

6 الانعام 6: 11۔

7 نمل 27 :69۔

8 العنکبوت 29: 20۔

"سورہ حج میں سفر کو عقل کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا: افَلَمْ يَسيرُوافِي الاَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِہا۔ 9" کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں تاکہ ان کے دل اس سے کچھ عقل حاصل کرتے۔"

**احادیث کی روشنی میں علمی اسفار**

کتب احادیث میں حضور اکرمؐ کے بہت سے اقوال مروی ہیں جن سے علم کی فضیلت واہمیت اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی غرض سے سفر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ: من خرج فی طلب العلم فھو فیسبیل اللہ حتی یرجع۔10 "جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ جب تک گھر واپس نہ آ جائے اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔" اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: من سلک طریقایلتمسن فیہ علماسھل اللہ لہ بہ طریقا الہ الجنۃ۔11 "جو شخص طلب علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔"

**دورِ نبوی ﷺ کے علمی وفود و خطوط**

چھ ہجری میں صلح حدیبیہ سے کس قدر اطمینان نصیب ہوا تو وقت آیا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا کے کانوں میں پہنچا دیا جائے اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے ایک دن تمام صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ دیا ایھا الناس خدا نے مجھے تمام دنیا کے لیے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو حواریین عیسیٰ کی طرح اختلاف نہ کرنا۔ جاؤ میری طرف سے پیغام حق ادا کرو۔12 اس کے بعد 7 ہجری میں آپ ﷺ نے قیصر روم، شہنشاہ عجم، عزیز مصر اور روسائے عرب کے نام دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے جو لوگ خطوط لے کر گئے۔ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کے علاقہ الجند کا قاضی مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ انہیں قرآن کی تعلیم دینا اور شرائع اسلام سکھانا اور ان کے مقدمات کا فیصلہ کرنا اور یمن میں جو عاملین مقرر ہیں ان سے صدقات وصول کر کے مرکز کو روانہ کرنا۔13 نبی کریم ﷺ نے جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو نجران کی طرف روانہ کیا تو اہل نجران نے اسلام قبول کیا۔ 10 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کو اہل نجران کی طرف سفر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا وہاں جا کر ان کے دین کو احکام اور قرآن کریم سکھاؤ۔ ان سے صدقات وصول کرنا اور ان کو حضور ﷺ نے فرائض سنن، صدقات اور خون بہا

---

9 الحج22: 46۔

10 محمد بن عیسی ترمذی،، الجامع السنن (بیروت: ابواب العلم، دارلفکر، 2005ء)، رقم الحدیث: 2647۔

11 ترمذی، الجامع السنن، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث: 2646۔

12 ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، 2: 292-293۔

13 یوسف بن عبد اللہ الاندلسی ابن عبد البر، الاستیاب فی معرفۃ الاصحاب (بیروت: دار الجیل، 1412ھ)، 2: 517۔

کے احکام کے متعلق ایک تحریری دستاویز بھی عطا فرمائی۔14 حتی کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ نے ترویجِ علم کا حکم ان الفاظ میں دیا: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْه۔ُ15 "پس جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ (بات) پہنچادے، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے، جو اس سے زیادہ (حدیث کا) یاد رکھنے والا ہو۔"

**حصول علم کے لیے صحابہ کرامؓ کے اسفار**

علم حدیث کے حصول کے لیے سفر کرنا عہد نبوی میں معروف اور مرغوب تھا۔ لوگ رسول اللہ کی خدمت اقدس میں وفود کی صورت میں قرآن کریم کے سماع کے لیے حاضر ہوتے اور اسلام کی تعلیمات کی معرفت حاصل کرتے تھے، پھر قبول اسلام کے بعد اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتے تھے تاکہ انہیں اسلام کی طرف رغبت دلائیں اور انہیں اسلامی تعلیم سے روشناس کرائیں جیساکہ حضرت ضمام بن ثعلبہ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ نے کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کنت اناوجار لی من الانصارفی بنی امیة بن زیدوھی من عوالی المدینة و کنا نتناوب النزول علی رسول اللهﷺو اذا نزل،فعل مثل ذلک۔16 "میں اور میرا انصاری ہمسایہ جو بنوامیہ بن زید سے تھا، اور یہ قبیلہ مدینہ منورہ کے عوالی میں رہتا تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں باری باری حاضر ہوتے تھے، ایک روز وہ حاضر ہوتا اور ایک روز میں۔ جس روز میں حاضر ہوتا تو اس روز کی وحی اور دیگر خبریں اسے لاکر دیتا اور جب وہ جاتا تو اسی طرح کرتا۔" اسی طرح صحابہ کرام فقط ایک حدیث کیے حصول کی غرض سے بھی مہینوں کا سفر کرنا باعث عار نہ سمجھتے تھے۔ مثلاً امام بخاری نے کتاب العلم کے ترجمۃ الباب (باب الخروج فی طلب العلم) میں بیان کیا ہے: رحل جابربن عبد الله مسيرة شهرالی عبدالله بن نیس فی حدیث واحد۔17 "حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے حضرت عبد اللہ بن انیسؓ کی طرف ایک حدیث کی خاطر ایک مہینے کا سفر طے کیا۔"

**حصول علم کے لیے تابعین کے اسفار**

حصول حدیث کے لیے سفر کرنے کا عمل دور تابعین میں بھی جاری رہا۔ وہ حدیث نبوی اور علم کے حصول کے لیے سفر کیا کرتے تھے۔ حضرت مالک بن انسؒ سے مروی ہے کہ: جاء علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الی عبید الله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود التابعی الجلیل (ت98ھ) ساله عن بعض الشیء-فقال عبید الله

---

14 ابن عبد البر، الاستیاب فی معرفۃ الاصحاب، 518۔

15 بخاری، الجامع الصحیح، باب الخطبہ ایام منیٰ، رقم الحدیث: 234۔

16 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، رقم الحدیث: 89۔

17 بخاری، الجامع الصحیح، باب الخروفی طلب العلم، رقم الحدیث: 41۔

لهم ايهات، لا بدلمن طلب هذا الشان من ان يتعني۔18"حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس ان سے کچھ پوچھنے کے لیے آئے۔ عبد اللہ بن عبد اللہ (نفل) نماز پڑھ رہے تھے، ان کے دوست ان کے پاس موجود تھے، حضرت علی بن حسین بیٹھ گئے، نماز سے فارغ ہو کر عبید اللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے نفع بخشے، آپ کے پاس یہ صاحب آئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے فرزند اور ان کے جانشین ہیں اور آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ ان کی ضرورت پوری کر دیتے (تو بہتر ہوتا)، پھر جو کام کر رہے تھے کرتے رہتے۔ عبید اللہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے جو اس شان (حصول علم) کا طالب ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ (انتظار کی) مشقت بھی اٹھائے۔"

**آئمہ کرام اور سلف صالحین کے علمی اسفار**

آئمہ سلف نے حصول علم کے لیے دور دراز علاقوں کے بڑے پر مشقت اور تکلیف دہ سفر کیے۔ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ:قال كنت اتى باب عروة، فاجلس بالباب،ولو شئت ان ادخل، لدخلت، ولكن اجلا لا له۔19"میں حضرت عروہ کے دروازے پر حاضر ہوتا تو دروازے پر بیٹھ جاتا اگر داخل ہونا چاہتا تو داخل ہو جاتا لیکن ان کے احترام کے باعث ایسا نہ کرتا۔امام شعبی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ:لوان رجلاسافرمن اقصى الشام الى اقصى اليمن فحفظ كلمة تنفعه فيما يستقبل من عمره،رايت ان سفره لم يضع۔20"اگر کسی شخص نے شام کے دور دراز علاقے سے یمن کے دور دراز علاقے کا سفر کیا او ایک ایسا کلمہ یاد کر لیا جو اس کی باقی عمر کے لیے نفع بخش ثابت ہوا، تو میرا خیال ہے کہ اس کا سفر بے کار نہیں ہوا۔یورپی تاریخ دان ڈریپر اندلس (اسپین) کے مسلمان حکمرانوں کی علمی سرپرستی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:"جونہی عربوں کو اسپین میں مضبوطی سے قدم جمانے کا موقع ملا، انہوں نے ایک روشن دور کا آغاز کیا۔ قرطبہ کے امیروں نے خود کو علم و ادب کا سرپرست بنا کر ممتاز کر لیا اور ذوق سلیم کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جو یورپ کے دیسی حکمرانوں کی حالت کے بالکل برعکس تھی۔"21اس کے بعد مسلمانوں کے علمی کارناموں کا اجمالی جائزہ پیش کرتا ہے:"انہوں نے بڑے بڑے شہروں میں لائبریریاں قائم کیں۔ کہا جاتا ہے کہ ستر سے زیادہ لائبریریاں اس زمانے میں موجود تھیں۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک عوامی مکتب ہوتا تھا، جہاں غریبوں کے بچوں کو نوشت و خواند اور قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی۔ صاحب استطاعت

---

18ابن سعد، طبقات ابن سعد، 5: 215-216۔

19ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن التمیمی الدارمی، سنن الدارمی، المقدمۃ، باب الرحلۃ فی طلب العلم و احتمال العناء فیہ ، رقم الحدیث:569۔

20ابو نعیم اصفہانی، حلیۃ الأولیاء (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2002ء) ، 4: 313۔

21 Draper, History of Intellectual Development of Europe, II: 30.

لوگوں کے لیے علمی مجامع (اعلیٰ مدارس) تھے، جہاں ایک بڑا عالم صدر ہوتا تھا۔ قرطبہ، غرناطہ اور دوسرے بڑے شہروں میں یونیورسٹیاں تھیں۔ ان یونیورسٹیوں میں بعض پروفیسر ریاضی و ہیئت کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے علاوہ مخصوص فنون کے واسطے خصوصی مدارس تھے، بالخصوص طب کے لیے۔"22

**صوفیاے کرام کے علمی اسفار**

آٹھویں صدی میں اسلامی افواج کی پیش قدمی کے ساتھ ہی مسلمان صوفیہ نے ہندوستان کا رخ کیا اس دور میں جنوبی ایشیاء میں آنے والے صوفیہ میں سے ایک محدث تارک الدنیا درویش ابوحفص ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ (م 160ھ/777ء) سندھ میں تشریف لائے اور یہیں وفات پائی۔23 ۲۷۰ھ/۸۸۳ء میں اسماعیلیوں کے امام عبداللہ المہدی (م934ء-873) نے اپنے داعی سندھ میں بھیجے تاکہ اسماعیلی نظریات کو فروغ دیا جاسکے۔ رفتہ رفتہ یہ تحریک زور پکڑتی گئی نتیجتاً ایک صدی کی کوششوں کے بعد سندھ میں انھوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔24 حتی کہ رفتہ رفتہ برصغیر پاک و ہند میں صوفی سلاسل کا آغاز و ارتقاء ہوا اور مشہور صوفی سلاسل جیسے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ نے جنم لیا۔ انہوں نے اپنے اسفارِ علمی سے برصغیر کو تعلیماتِ اسلامی سے منوّر کیا۔ جیسا کہ شیخ ابوترابؒ (م171ھ/788ء) تبع تابعی تھے اور شیخ نے اپنی زندگی میں بھرپور طریقے سے دعوت اسلام کا کام کیا۔25 جنوبی ہند میں تصوف کے حوالے سے ناصر یا ناصر ولیؒ (م417ھ/1026ء) نے اہم کردار ادا کیا۔ ناصر ولی ایشیائے کوچک کے ایک مقتدر خاندان کے فرد تھے۔ دنیا کی بے ثباتی کو دیکھتے ہوئے ریاست چھوڑ دی اور اپنے مرشد سید علی ہرمزیؒ کی ہدایت پر جنوبی ہند میں ترچنا پلی کو اپنا مرکز بنایا۔ ان کے متصوفانہ افکار کی بدولت یہاں کے بیشتر لوگ ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ پنوں کونڈہ کے راجہ اور ڈوڈے کلاؤں قبیلہ بابا فخرالدینؒ کی تبلیغ کے نتیجے میں مسلمان ہوا۔ بابا فخرالدینؒ، ناصرولیؒ کے خلیفہ تھے۔ ڈاکٹر تاراچند رقم طراز ہیں کہ مسلمانوں نے جنوبی ہند میں آباد ہونے کے بعد تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ آپ ترچنا پلی اور موارد کے مسلمانوں سے دریافت کریں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤاجداد ناصرولیؒ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ناصر ولیؒ کا مزار آج بھی ترچنا پلی میں مرجع خلائق ہے جس کے کتبہ پر 417ھ کندہ ہے۔"26

---

22Draper, History of Intellectual Development of Europe, II:34.

23ابونعیم، حلیۃ الأولیاء،6: 331۔

24 نعمان بن محمد، افتتاح الدولۃ، تحقیق۔ ڈبلیو قاضی (بیروت:1978ء)، 45-47۔

25 محمد اکرام، آب کوثر (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، س ن)، 40۔

26اشتیاق حسین قریشی، برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، مترجم۔ بلال احمد زبیری (کراچی یونیورسٹی: شعبہ تصنیف و تالیف)، 7-8

مالا بار میں نویں صدی کے اخیر میں سادات مشائخ کا ایک خاندان چین سے آ کر آباد ہوا۔ اس کے افراد کو یہاں کی مقامی زبان میں مخدوم جادہ تنگل یا پونانی مخدومؒ کہتے ہیں۔ ان کو مالا بار کے مسلمان اپنی روحانی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس خاندان نے تصوف کی روایت کو اس علاقے میں بہت رواج دیا اور ان کی قائم کردہ خانقاہ نسل در نسل قائم رہی۔ اس خاندان کے ایک بزرگ زین الدین ابو یحییٰ (۸۷۳تا۹۲۸ھ) نے پونانی میں خانقاہ قائم کی جس میں مسجد اور مدرسہ بنایا اور یہاں مالا بار، کرناٹک، جزائر مشرقی اور سماٹرا سے طالب علم آیا کرتے تھے۔ ابن حجرؒ جیسے بزرگوں نے یہاں آ کر درس دیا۔ 27 بوہروں کی روایت ہے کہ ان کے مذہب کی اشاعت پہلے پہل عبد اللہ یمنی اور سیدی احمد نے کی جو مصر کے خلیفہ مستنصر کی ایماء پر (563ھ/1067ء) میں کھمبائت آئے اور جنھوں نے گجرات کے راجپوت راجا سدھراج جے سنگھ اور اس کے وزیر کو مسلمان کیا۔ 28 جزائر مالدیپ میں اسلام کی اشاعت میں جس شخص نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ ابوالبرکات بربری مغربی (م 548ھ/1153ء) ہے۔ یہ مراکش کے رہنے والے تھے اور تبلیغ اسلام کے لئے ہند تشریف لائے۔ ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ اس نے مالدیپ کی مسجد کی محراب پر، جسے راجہ نے مسلمان ہو کر تعمیر کروایا تھا، یہ لکھا پایا کہ سلطان احمد شنوار ابوالبرکات مغربیؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اس لحاظ سے اسلامی عہد میں شمالی افریقہ کے ساتھ جنوبی ایشیاء کے ساتھ یہ پہلا رابطہ تھا۔ 29

سلطان محمود کی حکومت ایک نئے دور کا آغاز تھی جس میں افغانستان اور وسط ایشیا سے کئی ایک مقتدر علماء ہندوستان آئے اور ان کی آمد سے اشاعت اسلام کا عمل خاصی حد تک تیز ہو گیا اور صوفی کی آمد سے نہ صرف تصوف کی قدریں مضبوط ہوئیں بلکہ یہاں کی تہذیبی اور ثقافتی زندگی میں وسط ایشیاء کا تمدن اور دانش سرایت کر گئی۔ ان بزرگوں میں سے شیخ صفی الدین گارزونی کی تبلیغی مساعی اسلامی اشاعت کے حوالے سے قابل ذکر ہے۔ آپ (369ھ/979ء) اپنے شیخ ابو اسحاق (م ۳۹۸ھ/۱۰۰۷ء) کے ایما پر اچ تشریف لائے اور ساری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کر دی۔ 30 اسی طرح لاہور میں سید محمد اسماعیل بخاریؒ 398ھ/1005ء میں تشریف لائے جن کی مساعی سے لاہور میں تصوف کی روایت کو ایک نئی جہت ملی۔ آپ کے بعد اس روایت کو حسین زنجانیؒ اور سید علی ہجویریؒ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ 31 سید علی ہجویریؒ کی خدمات نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم اسلام کی صوفی روایات کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

---

27 محمد اکرام، آب کوثر، 48۔

28 محمد اکرام، آب کوثر، 353۔

29 محمد اکرام، آب کوثر، 43۔

30 محمد اکرام، آب کوثر، 72۔

31 محمد اکرام، آب کوثر، 74، 75۔

الغرض یہ کہ آٹھویں صدی میں مسلم افواج کی سندھ میں پیش قدمی کے ساتھ ہی ابو صبیحؒ اور ابو ترابؒ جیسے صوفیہ نے برصغیر کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور مسلم تہذیب کے خدوخال واضح کیے۔ برصغیر میں نویں صدی کے دوران ابو علی سندھیؒ اور ابو یزید بسطامیؒ کی باہمی ملاقاتوں اور دسویں صدی میں حسین حلاج کی آمد نے ہندی مسلم تصوف کی بنیا در کھی۔ دسویں صدی عیسوی سے خانقاہ کا لفظ خراسان اور نیشاپور وغیرہ کے مسلم علاقوں میں عام استعمال ہونا شروع ہوا اور مسلم تہذیب کا ایک لازمی جزو بن گیا۔ دسویں صدی میں غزنوی عہد حکومت کے آغاز سے ہی شیخ صفی الدین گارزونیؒ نے اچ اور سید محمد اسماعیل بخاریؒ نے لاہور آ کر خانقاہی نظام کی داغ بیل ڈالی۔

## مسلمانوں کے علمی اسفار کے زوال کے اسباب

برصغیر پاک وہند میں انگریزوں کی آمد نے جہاں نظام سیاست کے ساتھ ساتھ کم وبیش زندگی کا ہر شعبہ تہہ وبالا کر دیا تھا، وہاں تعلیمی شعبہ کا متاثر ہونا ایک لازمی بات تھی؛ تاہم یہ کسی کو اندازہ نہیں تھا کہ نئی روشنی کے علم بردار اس موضوع پر بھی اپنی رعایا سے وہ بدترین انتقام لیں گے جس کی مثال صدیوں میں بھی نہیں ملے گی۔ بقول ڈاکٹر احسن اقبال: "انگریزوں کی پوری کوشش یہ تھی کہ ہندوستانی باشندے زیادہ سے زیادہ جاہل رہیں، ان کا خیال تھا کہ تعلیم حاصل کرکے یہ لوگ ہمارے اقتدار کے لیے خطرہ بن جائیں گے؛ اس لیے اگر تعلیم کا نظم کیا بھی تو وہ محض عیسائیت کے لیے؛ ورنہ اعلیٰ تعلیم کا ہندوستانی باشندوں کے لیے کوئی نظم نہ تھا۔"32

دراصل انگریز اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اگر برصغیر میں مغربی طرز کے تعلیمی ادارے کھولے گئے تو اس سے عوام میں بیداری آئے گی اور جس طرح امریکہ وغیرہ میں جدید علوم کی درس گاہیں قائم ہو جانے کے بعد ہمیں امریکیوں کو آزادی دینی پڑ گئی تھی اسی طرح برصغیر جو کہ سونے کی چڑیا سے کم نہیں ہے؛ اگر ہم نے یہاں پر جدید تعلیمی ادارے قائم کر دیے تو ایک نہ ایک دن ہمیں یہاں سے لازماً بوریا بستر گول کرنا پڑے گا؛ اس لیے بہتر یہی ہے کہ یہاں کے لوگوں کو تعلیمی لحاظ سے پسماندہ رکھا جائے۔33

## عصر حاضر میں اسفارِ علمی کی ضرورت واہمیت

علم کے حصول کے لئے کئے گئے اسفار اپنی ذات میں بہت سے فوائد وثمرات سمیٹے ہوئے ہیں۔ اس کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلم دنیا کا کوئی بھی دور علمی اسفار سے خالی نہیں گیا۔ لہٰذا دور حاضر میں بھی علمی اسفار کو ترویج دیتے ہوئے امت مسلمہ کو عروج کی جانب مبزول کرایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں علمی اسفار کی ضرورت و اہمیت واضح کرتے ہوئے چند اہم نکات بیان کئے جاتے ہیں:

### اصلاح نفس

---

32 اقبال حسن خان، شیخ الہند مولانا محمود حسن، حیات اور علمی کارنامے (علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، 1973ء)، 39۔

33 طفیل احمد سید منگلوری، مسلمانوں کا روشن مستقبل (لاہور: حماد الکتبی، س ن)، 162-164۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے غرباء و مساکین اور فقراء کے ساتھ حسن سلوک اور مساویانہ طرز عمل کی تعلیم دی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری حیات طیبہ میں ہمیں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو دوسروں سے برتر رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: أللّهم!أحييني مسكيناًوأمتني مسكيناًواحشرني في زمرة المساكين۔34 "اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، حالت مسکینی میں ہی موت دے اور قیامت کے دن مساکین کی ہی جماعت سے اٹھانا۔" حصول علم کی خاطر کئے گئے اسفار انسان میں تواضع وانکساری پیدا کرتے ہی ن اور اپنے ہم مکتب ساتھیوں کے ساتھ مل جل کر رہنا رواداری اور مساوات کے جزبات پیدا کرتا ہے۔

**اسلامی تہذیب وتمدن کا فروغ**

اسلام رواداری، تحمل اور بردباری کا حامل ہے اور یہ ایسی دنیا بسانا چاہتا ہے جو ظلم و ستم، بغض وکینہ اور حسد و تنگ نظری کے جذبات سے پاک ہو اور نوع بشر کے لئے امن و سلامتی اور پیار و محبت کا گہوارہ ہو۔ اسلام کے دیئے ہوئے شعور کے تحت مسلمانوں نے روزِ اول سے ہی اپنی قومی زندگی کے استحکام کی بنیاد علمی اور فکری ترقی پر رکھی۔ یہی سبب تھا کہ معاصر اقوام مسلمانوں کی اس روایت کی تقلید پر مجبور تھیں۔۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کی ظلمت وجہالت کے مقابلے میں اس عہد کی اسلامی دنیا کی علمی و ثقافتی عظمت ورفعت کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈریپر لکھتا ہے: "اس کے مقابلے میں اندلس کی اسلامی تہذیب کس قدر خوش آئند معلوم ہوتی ہے) جب کہ ہم یورپ کے جنوب مغربی گوشہ اسپین پر نظر ڈالتے ہیں، جہاں بالکل ہی مختلف حالات کے تحت علم و حکمت کے انوارِ تاباں کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ مغرب میں ہلال (اسلامی تہذیب) بدر کامل بن کر مشرق (وسطی یورپ) کی طرف جانے والا تھا۔"35

یوں مسلمانوں نے بھی دعوت کے کام کو آگے بڑھایا اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں ہدایت آسمانی کے نور کو پھیلایا اور پوری دنیا میں دعوت کا یہ کام انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر مطلوبہ نتائج حاصل کرنے لگا۔ آج بھی دنیا کے کچلے ہوئے انسانوں کے لئے اسلامی تعلیمات میں بڑی کشش ہے۔ مسلمان جہاں گئے اپنی توانا ثقافتی روایات اپنے ساتھ لے کر گئے۔ جہاں بھی تہذیبوں کا آمنا سامنا ہوا، اسلامی تہذیب اپنی تخلیقی توانائیوں کی بدولت قدیم تہذیبوں پر نہ صرف غالب رہی بلکہ واحد عالمی تہذیب کے طور پر سامنے آئی۔ دور حاضر میں بھی اسی فکری و عملی انقلاب کی ضرورت ہے اور خود کو اسلام کے بتائے ہوئے سانچے میں ڈھال کر دوسروں تک اسلام کی تہذیب و تمدن کی اصل صورت پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

**سائنس کی ترویج**

---

34 ترمذی، السنن، کتاب الزہد، باب ماجاء اِن الفقراء، رقم الحدیث: 2352۔

35 Draper, History of Intellectual Development of Europe, II: 42.

رسول اللہ ﷺ نے حصولِ علم اور انسانی قوتِ مشاہدہ کو بروئے کار لانے پر زور دیتے ہوئے موجودہ تجرباتی سائنس کی بنیاد رکھی۔ مناظرِ فطرت کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی اور اولادِ آدم کو بیرونی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تلاش کرنے کی طرف راغب کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔36 "بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں (اور کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی کا) پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کے لئے (قدرتِ الٰہی کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

حضور نبی اکرم ﷺ نے سائنس سمیت ہر قسم کے علوم و فنون کے حصول پر زور دیتے ہوئے فرمایا :"الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهوأحق بها37 "حکمت (یعنی علم) مومن کی گم شدہ میراث ہے جہاں اسے پائے وہ اس کا دوسروں کی نسبت زیادہ حق دار ہے۔" لہٰذا ایک مسلمان پر شرع اعتبار سے یہ لازم بھی ہے کہ وہ علم کے حصول کے قرآنی و نبوی احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کی جستجو کرے جسے اس کی حقیقی میراث قرار دیا گیا ہے۔

## مبنی بر حقائق فکری روایت کی تلاش

علمی اسفار کا ایک مقصد مبنی بر حقائق فکری روایات کی تلاش بھی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو وہ ضابطہ حیات عطا فرمایا جو بنی نوع انسان کو فلاح دارین کا راستہ عطا کرتا ہے۔ لہٰذا جہاں وہ اُخروی زندگی میں فلاح و نجاح کی تدبیریں سکھاتا ہے وہیں انہیں اپنی دنیوی زندگی کو بنانے، سنوارنے کی بھی تعلیم دیتا ہے کیونکہ اسلامی تصور زندگی میں ان دونوں زندگیوں میں کوئی منافاۃ یا تضاد نہیں بلکہ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"38 اور دنیوی زندگی کی اصلاح و ترقی "تمتع بالکائنات" کا دوسرا نام ہے جس کی قرآن بار بار ہدایت کرتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:هُوَالَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔39 "وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا

---

36 البقرۃ 2 :164.

37 ترمذی، السنن، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، رقم الحدیث : 2687۔

38 عسقلانی، فتح الباری، 11 : 23۔

39 البقرۃ 2 :29۔

کیا۔" لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سب کی جستجو کی جائے جو کچھ انسان کے لئے اس کائنات میں پیدا کیا گیا۔ علمی اسفار کی اہمیت واضح کرنے اور اس کی ترغیب دلانے کے لئے " مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا" کا صیغہ ہی کافی ہے۔

**علم وحکمت کا فروغ**

اسلامی تہذیب کے بنیادی عناصر تشکیلی کی رو سے خلاق کائنات نے انسان کو نعمت وجود (تخلیق) سے نوازنے کے بعد سب سے پہلے "علم الاسماء" کی دولت سے مالا مال کیا اور یہ وہ دولت تھی جس سے ملائکہ بھی تہی دامن تھے۔ تعلیم کا نتیجہ تھا کہ اسلام نے پہلے ہی دن سے "عقلیت" کی اہمیت پر زور دیا۔ قرآن اپنے مخاطبین سے عقل و خرد اور فہم وتدبر کے استعمال کا بار بار مطالبہ کرتا ہے۔ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ، 40 اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ، 41 اور اَفَلَا یَتَفَکَّرُوۡنَ 42 اس کی دعوت کا عام جز ہے۔ اسی معقولیت پسند تعلیم کا نتیجہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید کو جو اُمم ماضیہ میں عام تھی، شرک سے تعبیر کرتا ہے۔ آرنلڈ (Arnold) مسلم دنیا کے مرکز علم ہونے کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "عربوں (مسلمانوں) نے اس زمانہ میں اعلیٰ تعلیم اور علم وحکمت کے مطالعہ کو زندہ رکھا۔ جبکہ مسیحی مغرب (یورپ) بربریت وجہالت کے ساتھ جان توڑ لڑائی لڑ رہا تھا۔ ان کی علمی سرگرمیوں کا عہد نویں دسویں صدی میں متعین کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی یہ سرگرمیاں پندرھویں صدی تک جاری رہیں۔ بارھویں صدی کے بعد ہر وہ شخص جسے علم وحکمت کا ذرا سا بھی شوق ہوتا یا حصول علم کی تھوڑی سی بھی خواہش ہوتی تو وہ یا مشرق (بغداد) کا سفر کرتا یا اسپین کا۔" 43 لہٰذا ضروری ہے کہ اسلاف کی سنت پر کاربند رہتے ہوئے آج بھی اسفارِ علمی کی بدولت علم وحکمت کو فروغ دیا جائے۔

**خلاصۂ بحث**

چند دہائیاں قبل علمی اسفار کے رواج کی بدولت جن علوم کو بھی سیکھا جاتا تھا ان میں مہارتیں حاصل ہوتی تھیں۔ کیونکہ علم کی غرض سے سفر کرنے والے تب تک نہ لوٹتے جب تک اپنے علم کو ازبر کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مہارت حاصل نہ کر لیتے۔ جبکہ آج کے دور میں یہ عنصر ناپید ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علمی اسفار کو رواج دیا جائے اور علم کے حصول میں حتی الامکان کوشش کی جائے۔ علمی اسفار کی بدولت آج کے مسلم معاشرہ کو بھی وہی مقام و مرتبہ مل سکتا ہے جو کئی سال پہلے علمی ترقی کی بدولت مسلمانوں کو ملا۔ صوفیاء کرام نے علمی اسفار کی بدولت برصغیر میں نئی تاریخ رقم کی، آج کا مسلمان بھی اسی نوع کے علمی اسفار کی بدولت مقبوضہ علاقہ جات میں صوفیا کا سا کردار ادا کرسکتا ہے۔

---

40 البقرہ 2: 44۔

41 النساء 4: 84

42 آل عمران 3: 191۔

43 Arnold, Legacy of Islam, 377۔